به نام خداوند بخشنده مهربان

In the Name of Allah, the Compassionate the Merciful

Al-Mustafa International
Translation and Publication Center

منطق تمہیدی

مؤلف:
ابوالفضل روحی

مترجم:
سید توقیر عباس کاظمی

حرف ناشر

انقلاب اسلامی کی عظیم کامیابی اور ارتباطات کے عالمی سطح پر وسعت پانے سے مسلمان دانشمندوں کو انسانی علوم کے شعبہ سے متعلق سوالات اور نئے چیلنجز کا سامنا کرنا پڑا ہے جو عصر حاضر میں حکومت سنبھالنے کی سنگین ذمہ داری کی بنا پر پیش آئے ہیں -ایسا دور کہ جس میں ملکوں کو ادارہ کرنے میں تمام پہلوؤں میں دین وسنت کی پابندی ایک بہت بڑا چیلنج ہے -اسی بنا پر دین کے شعبہ میں عالمی معیاروں اور خالص و عمیق افکار و نظریات کے روز آمد، منظّم، عملی طور پر مفید اور جامع و عمیق مطالعہ اور تحقیق کی ضرورت ہے -نیز دین کے شعبہ میں تحقیقات انجام دینے والے محققین کی تربیت اور انہیں فکری انحراف سے محفوظ رکھنا اس شجرہ طیبہ کے معماروں بالخصوص رہبر کبیر امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ اور رہبر معظم انقلاب اسلامی ظلہ کے نزدیک انتہائی اہمیت کا حامل ہے-

مغربی تہذیب و ثقافت کا سوشل میڈیا اور ارتباطات کے میدان میں عالمی سطح پر وسعت پانا اس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ اس موضوع سے لگاؤ رکھنے والے افراد اور محققین کو چاہیئے کہ وہ بلند افکار اور اعلیٰ اقدار سے آشنائی پیدا کریں اور یہ اہم ذمہ داری مختلف تخصصی شعبوں کے ایجاد کرنے ، جدید علمی متون تولید کرنے، علوم کے دائرہ کو وسیع کرنے اور طلاب کی منظّم تعلیم و تربیت کے ذریعہ پوری ہو سکتی ہے -یہ سلسلہ کبھی بنیادی مباحث کے انجام دینے اور تخصصی متون تدوین کرنے سے اور کبھی علمی مسائل کو زیر قلم لانے سے حاصل ہوتا ہے-

تعلیمی مراکز ایک منظّم ، قانونی اور جدید تعلیمی نظام کے سایہ میں ہی رشد وترقی کر سکتے ہیں- درسی نصاب اور تعلیم و تحقیق کے طریقہ کار پر نظر ثانی اور انہیں جدید ٹیکنالوجی سے لیس کرنا علمی و تحقیقاتی مراکز کی ترقی کا باعث بنتا ہے-

جامعۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ العالمیۃ کی ایک تعلیمی ادارہ ہونے کے ناطے اہم ذمہ داری غیر ایرانی طلاب کی تعلیم وتربیت ہے، جس کے لیے اس ادارہ کی ایک اہم کوشش کا عنوان، مناسب درسی نصاب تالیف کرنا ہے- دینی علوم میں مختلف موضوعات پر درسی نصاب کی تدوین اور اشاعت اسی سلسلے کی کڑی ہے-

المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ بین الاقوامی ادارہ برائے ترجمہ و نشر

فہرست

سخنِ مترجم ۱۵
ابتدائیہ ۱۷

حصہ اول: مختصر تاریخ

مختصر تاریخ (یونانی دور، اسلامی دور اور جدید منطق) ۲۳
جدید منطق کا دور ۲۹

حصہ دوم: معرّف و حجت

۱۔ علم اور اس کی اقسام ۳۷
علم کی تعریف ۳۷
تصور اور تصدیق ۳۸
بدیہی اور نظری ۳۸
۲۔ علمِ منطق کی ضرورت، تعریف اور موضوع ۴۳
علمِ منطق کی ضرورت ۴۳
علمِ منطق کی تعریف ۴۴
علمِ منطق کا موضوع ۴۵
۳۔ الفاظ ۴۹
ہم منطق میں الفاظ پر بحث کیوں کرتے ہیں؟ ۴۹
دلالت ۵۰

دلالت کی اقسام ۵۱
الفاظ ۵۲
لفظ کی اقسام ۵۲
۱۔ معنی کے اعتبار سے لفظ کی تقسیم ۵۳
۲۔ دیگر الفاظ کے اعتبار سے، لفظ کی تقسیم ۵۳
۳۔ لفظ کی خود اپنے اعتبار تقسیم ۵۴
۴۔ مفاہیم ۵۹
مفہوم ۵۹
مصداق ۵۹
کلی ۶۰
جزئی ۶۰
متواطی ۶۰
مشکک ۶۱
چار نسبتیں ۶۱
۱۔ تساوی ۶۱
۲۔ عموم خصوص مطلق ۶۲
۳۔ عموم و خصوص من وجہ ۶۲
۵۔ کلّیاتِ خَمس ۶۹
ذاتی ۶۹
نوع ۷۰
جنس ۷۰
فصل ۷۰
عرضی ۷۰
۱۔ عرضی خاص ۷۱
۲۔ عرضی عام ۷۱
نوع، جنس اور فصل کی قسمیں ۷۱
۶۔ تعریف و تقسیم ۷۷
تعریف ۷۷

۱۔ معنی اور تعریف کے ارکان ۷۸
۲۔ تعریف کے ضوابط ۷۹
۳۔ تعریف کی اقسام ۸۰
الف) حدّ تام ۸۰
ب) حدّ ناقص ۸۰
ج) رسمِ تام ۸۰
د) رسمِ ناقص ۸۰
تقسیم ۸۱
۱۔ تقسیم کی اقسام ۸۱
الف) طبیعی تقسیم (کل کی اجزا پر تقسیم) ۸۱
ب) منطقی تقسیم (کلی کی جزئیات پر تقسیم) ۸۲
۲۔ تقسیم کے طریقے ۸۲
۳۔ تقسیم کے قواعد و ضوابط ۸۳
الف) تقسیم کا کوئی فائدہ اور ثمرہ ہو ۸۳
ب) اقسام کے درمیان تباین ہو ۸۳
ج) تقسیم، کسی ایک ملاک اور معیار پر ہو ۸۳
د) تقسیم، جامع اور مانع ہو ۸۴
۷۔ قضیّہ **۸۹**
قضیّہ کی تعریف ۸۹
قضیہ کی اقسام ۹۰
قضیہ حملی کی اقسام ۹۱
۱۔ موضوع کے اعتبار سے قضیہ حملی کی اقسام ۹۱
۲۔ موضوع کے مقام و مرتبہ کے اعتبار سے قضیہ حملی کی اقسام ۹۳
۳۔ موضوع اور محمول کے وجودی یا عدمی ہونے کے اعتبار سے قضیہ حملی کی اقسام ۹۳
قضیہ شرطی کی اقسام ۹۴
۱۔ اتصالی ۹۴
۲۔ انفصالی ۹۴

الف) اتّصالی لزومی ۹۵

ب) اتّصالی اتفاقی ۹۵

ج) انفصالی عنادی ۹۵

ب) انفصالی اتفاقی ۹۵

۳۔ قضیہ شرطی انفصالی کی اقسام ۹۶

۸۔ استدلالِ مباشر (قضایا کے درمیان نسبتیں) ۱۰۳

تقابل ۱۰۴

۱۔ تناقض ۱۰۴

۲۔ تداخل ۱۰۴

۳۔ تضاد ۱۰۵

۴۔ دخول تحت التضاد ۱۰۵

عکس ۱۰۶

۱۔ عکسِ مستوی ۱۰۶

۲۔ عکسِ نقیض ۱۰۷

نقض ۱۰۸

۱۔ نقضِ محمول ۱۰۸

۲۔ نقضِ موضوع ۱۰۹

۳۔ نقضِ تام (نقض الطرفین) ۱۰۹

تبدیلی کے قواعد ۱۱۰

۹۔ استدلالِ غیر مباشر (۱) ۱۱۷

استقرا ۱۱۸

۱۔ استقرائے تام ۱۱۸

۲۔ استقرائے ناقص ۱۱۸

تمثیل ۱۱۹

تمثیل کے ارکان ۱۱۹

قیاس ۱۱۹

۱۔ قیاس کی تعریف ۱۲۰

۲۔ قیاس کے ارکان ____ ۱۲۰
۳۔ قیاس کی تقسیمات ____ ۱۲۱
الف) قیاس اقترانی ____ ۱۲۱
ب) قیاس استثنائی ____ ۱۲۱
۱۰۔ استدلال غیر مباشر (۲) ____ ۱۲۷
قیاسِ اقترانی ____ ۱۲۷
۱۔ قیاسِ اقترانی کے عمومی قواعد و ضوابط ____ ۱۲۷
۲۔ قیاسِ اقترانی کی اقسام ____ ۱۲۸
۳۔ چار شکلیں (اشکالِ اربعہ) ____ ۱۲۹
شکلِ اول ____ ۱۲۹
شکلِ اول کی شرائط ____ ۱۲۹
ضروب منتج (نتیجہ خیز صورتیں) ____ ۱۳۰
شکلِ دوم ____ ۱۳۰
شکلِ دوم کی شرائط ____ ۱۳۱
شکلِ سوم ____ ۱۳۲
شکلِ سوم کی شرائط ____ ۱۳۲
شکلِ چہارم ____ ۱۳۳
شکلِ چہارم کی شرائط ____ ۱۳۳
۱۔ برہان رد ____ ۱۳۵
۲۔ برہان خُلف ____ ۱۳۶
۱۱۔ استدلال غیر مباشر (۳) ____ ۱۴۳
قیاس اقترانی شرطی اور قیاس کے لواحق ____ ۱۴۳
۱۔ قیاس اقترانی شرطی ____ ۱۴۳
۲۔ قیاس اقترانی شرطی کی اقسام ____ ۱۴۳
الف) حدِّ وسط کے لحاظ سے قیاس اقترانی شرطی کی اقسام ____ ۱۴۴
ب) دونوں مقدمات کے لحاظ سے قیاس اقترانی کی اقسام ____ ۱۴۵
قیاس استثنائی ____ ۱۴۷

۱۔ قیاس استثنائی کی شرائط ۱۴۷
۲۔ قیاس استثنائی کی اقسام ۱۴۸
الف) قیاس استثنائی اتصالی ۱۴۸
ب) قیاس استثنائی انفصالی ۱۴۸
۱۲۔ قیاس کے ملحقات ۱۵۷
قیاس مضمر اور ضمیر ۱۵۷
قیاس مرکب ۱۵۸
۱۔ قیاسِ مرکب کی تعریف ۱۵۸
۲۔ قیاس مرکب موصول ۱۵۹
۳۔ قیاسِ مرکب مفصول ۱۵۹
قیاسِ مساوات ۱۶۰

حصہ سوم: صناعات خمس

۱۔ موادِ قیاس ۱۶۷
یقینیات ۱۶۷
۱۔ بدیہی اوّلی ۱۶۸
۲۔ بدیہی فطری ۱۶۸
۳۔ بدیہی حسیّ ۱۶۹
۴۔ بدیہی تجربی ۱۶۹
۵۔ بدیہی تواتری ۱۷۰
۶۔ بدیہی حدسی ۱۷۰
مظنونات ۱۷۱
مشہورات (ذایعات) ۱۷۱
مشہورات کی اقسام ۱۷۲
۱۔ محمودات ۱۷۲
۲۔ خُلقیات ۱۷۲
۳۔ انفعالیات ۱۷۳
۴۔ عادیات ۱۷۳

۵۔استقرائیات ۱۷۳
۶۔واجب القبول قضایا ۱۷۳
مقبولات ۱۷۴
مسلّمات ۱۷۴
مشبّہات ۱۷۴
وھمیات ۱۷۴
مخیّلات ۱۷۵
۲۔ برہان وجدل ۱۸۱
برہان ۱۸۲
۱۔برہان کی شرائط ۱۸۳
۲۔برہان کی اقسام ۱۸۳
الف) برہانِ لمّی ۱۸۳
ب) برہانِ انّی ۱۸۴
برہان لمّی کی اقسام ۱۸۵
۱۔برہان لمّی مطلق ۱۸۵
۲۔برہان لمّی غیر مطلق ۱۸۵
جدل ۱۸۶
۱۔جدل کی تعریف ۱۸۶
۲۔جدل کی ضرورت اور فائدہ ۱۸۶
۳۔جدل کی کچھ اصطلاحات ۱۸۷
الف) سائل و مجیب ۱۸۷
ب) وضع ۱۸۷
ج) موضع ۱۸۸
د) جدل کے مبادی ۱۸۸
ھ) جدل کے مسائل ۱۸۹
و) جدل کے وسائل ۱۸۹
ز) وصایا (نصیحتیں) ۱۹۰
مناظرہ اور جدل کے آداب ۱۹۱

۳۔ مغالطہ ۱۹۷
مغالطہ کی تعریف ۱۹۷
مغالطہ کی ضرورت اور فائدہ ۱۹۸
مغالطہ کے اجزاء ۱۹۹
۱۔ لفظی مغالطے ۱۹۹
الف) مفرد الفاظ میں مغالطہ ۱۹۹
ب) مرکّب الفاظ میں مغالطہ ۲۰۰
۲۔ معنوی مغالطے ۲۰۲
الف) ایہامِ انعکاس کا مغالطہ ۲۰۲
ب) ذاتی کی جگہ عرضی کے استعمال کا مغالطہ ۲۰۲
ج) حمل کے غلط لحاظ کا مغالطہ ۲۰۳
د) ایک مسئلہ میں کئی مسائل اکٹھے ہونے کا مغالطہ ۲۰۳
ھ) علت کی جگہ، غیر علت کو قرار دینا ۲۰۳
و) مصادرہ بہ مطلوب مغالطہ ۲۰۴
ز) غلط تالیف کا مغالطہ ۲۰۴
مغالطہ کے عرضی اجزاء ۲۰۴
۴۔ خطابت وشعر ۲۱۱
فنِ خطابت کی ضرورت ۲۱۱
خطابت کی تعریف ۲۱۲
خطابت کے اجزاء ۲۱۲
اعوان کی اقسام ۲۱۳
۱۔ خطیب کا استدراج ۲۱۳
۲۔ سامعین کا استدراج ۲۱۳
۳۔ گفتار کا استدراج ۲۱۳
۴۔ شہادتِ حال ۲۱۴
۵۔ شہادتِ گفتار ۲۱۴
خطابت کی اقسام ۲۱۴

خطابت کے آداب ____ ۲۱۵
ا۔ خطابت کے الفاظ کے لحاظ سے ____ ۲۱۵
۲۔ نظم و ترتیب کے لحاظ سے ____ ۲۱۶
۳۔ خطیب کے لحاظ سے ____ ۲۱۶
شعر ____ ۲۱۷
ا۔ شعر کی تعریف ____ ۲۱۷
۲۔ شعر کا فائدہ ____ ۲۱۷
کتابنامہ ____ ۲۲۵

سخنِ مترجم

فکر و شعور کی اصلاح، ٹھیک طور سے سوچنے سمجھنے اور غور و فکر کرتے وقت اپنے ذہن کو غلطی سے بچانے یا عقلی دلائل سے حق کو حق اور ناحق کو ناحق ثابت کرنے کے لیے علمِ منطق کی اہمیت و افادیت، اہل علم سے پوشیدہ نہیں ہے۔ خاص طور پر دینی علوم کے طلبا کے لیے علمِ منطق کی اہمیت دوچندان ہے کیونکہ اسلامی معارف کی صحیح سوجھ بوجھ، دین کی تبلیغ کے دوران مخالفین کی تشفی کروانے اور مختلف مذہبی و سماجی معاملات میں دوسروں کو قائل کرنے کے لیے یہی علم، درست انداز میں رہنمائی کرتا ہے۔

کوئی شک نہیں علمِ منطق وہی ہے جسے ہم عمومی گفتگو اور روزمرہ کے مسائل سلجھانے میں بہت زیادہ استعمال کرتے ہیں لیکن اصطلاحاتی طور پر اس علم کو قدرے مشکل تصور کیا جاتا ہے؛ لہٰذا اس کتاب میں بھرپور کوشش کی گئی ہے کہ علمِ منطق کو اصطلاحاتی طور پر نہایت سادہ، عام فہم اور آسان طرز سے متعارف کروایا جائے۔

یہ کتاب، حقیقت میں علمِ منطق کے وسیع و عریض میدان میں قدم رکھنے اور اس دریائے علم میں غوطہ زن ہونے کے لیے، بطور تمہید و مقدمہ پیش کی جارہی ہے، اور چونکہ اس کتاب کو علمِ منطق کے ساتھ بنیادی آشنائی اور اس علم کی تفصیلی ابحاث سے پہلے فہمِ مطالب میں آسانی کی غرض سے تمہید، مقدمہ یا پیش لفظ کے طور پر پیش کیا جارہا ہے اسی لیے اس کا نام "منطق تمہیدی" انتخاب کیا گیا ہے۔

مخفی نہ رہے کہ یہ کتاب، تقابلی فلسفہ میں پی ایچ ڈی (ڈاکٹریٹ)، حوزہ اور یونیورسٹی کی نصابی کتابوں کے مصنف و محقق جناب ڈاکٹر ابوالفضل روحی نے جامعۃ المصطفیٰ العالمیہ کی فرمائش پر دینی طلاب کے لیے نصابی متن کے طور پر فارسی زبان میں تالیف کی ہے؛ جسے کتاب کی اہمیت و افادیت اور اردو زبان طلاب کی احتیاج و

ضرورت کے پیشِ نظر ترجمہ کے بعد اردو زبان طبقہ کے سامنے پیش کیا جارہا ہے۔ امید ہے کہ علمِ منطق میں دلچسپی رکھنے والے اردو زبان قارئین اور خاص طور پر دینی طلاب، اس کتاب سے بھرپور استفادہ کریں گے۔

آخر میں صمیم قلب سے، المصطفیٰ انٹر نیشنل ریسرچ انسٹیٹیوٹ قم میں ٹرانسلیشن امور کے ڈائریکٹر **حجت الاسلام والمسلمین جناب آقائے سید رسول علوی** اور اس ادارہ کے دیگر اراکین کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس کتاب کے ترجمہ اور اشاعت کی راہ ہموار کرنے میں معاونت فرمائی۔

والسّلام

سید توقیر عباس کاظمی

قم المقدسہ ایران

۳ نومبر ۲۰۲۲ء، بمطابق ۸ ربیع الثانی ۱۴۴۴ ہجری

روزِ میلادِ مبارک امام حسن عسکری علیہ السلام

ابتدائیہ

جب اللہ تعالی نے فرشتوں کو انسان کی خلقت اور اُس کی جانشینی کی خبر دی تو فرشتوں نے اس پر شاید اس لیے اعتراض (سوال) کیا کہ اُن کی فکر میں مخلوقات کی ایک دوسرے پر برتری کا واحد سبب، خدا کی تسبیح و تقدیس تھا؛ چنانچہ انہوں نے اللہ تعالی سے عرض کی:

﴿أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ﴾؛[1]

ترجمہ: "کیا تو زمین میں ایسے کو خلیفہ بنائے گا جو اس میں فساد پھیلائے گا اور خون ریزی کرے گا؟ جب کہ ہم تیری ثنا کی تسبیح اور تیری پاکیزگی کا ورد کرتے رہتے ہیں"۔

جب کہ انہیں معلوم نہیں تھا کہ اللہ تعالی نے انسان کو ایسی طاقت دی ہے کہ وہ اسمائے الٰہی کو بھی یاد کر سکتا ہے اور اپنے اختیار سے ایسے مقام تک بھی پہنچ سکتا جس پر فرشتے بھی حسرت کریں۔

واقعاً یہ کیسی طاقت ہے کہ جس نے انسان کو ہر مخلوق سے افضل بنا دیا ہے جبکہ دیگر تمام مخلوقات میں مخصوص پیچیدگی اور ظرافتیں پائی جاتی ہیں، خدا نے صرف انسان ہی کی خلقت کے بعد خود کو تبریک کیوں کہی؟ ﴿ثُمَّ أَنْشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ﴾؛[2]

بلاشبہ، یہ انسان کی کھال، ہڈیاں اور مادی جسم نہیں ہے جو اسے دوسروں سے ممتاز بناتا ہے؛ کیونکہ اللہ تعالی نے ان چیزوں کی خلقت پر خود کو تبریک نہیں کہی:

۱۔ بقرہ: آیت ۳۰۔

۲۔ مومنون: آیت ۱۴۔

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ طِينٍ * ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَكِينٍ﴾؛[۱]

اس آیت اور بعض دیگر آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ جس چیز نے انسان کو تمام مخلوقات کا سردار اور اُن کا بنیادی محور قرار دیا ہے، وہ انسان کے ساتھ ایک اور حقیقت کا وجود ہے جسے اللہ تعالی نے ﴿خَلَقْنَا﴾ کی بجائے ﴿أَنْشَأْنَا﴾ سے تعبیر کیا ہے۔ اکثر مفسرین ﴿خَلْقًا آخَرَ﴾ سے مراد انسان میں وہی مضبوط قوت (عقل) سمجھتے ہیں؛ایسی قوت جو انسان کو مختار و مرید ہونے کے ساتھ ساتھ جوابدہ بھی بناتی ہے۔

کوئی شک نہیں ہے کہ انسان کو اس توانائی سے استفادہ کے لیے کچھ قواعد و ضوابط کی ضرورت ہے جو انسان کو اُس کے مد نظر اہداف و مقاصد کی طرف گامزن کریں۔ یہی ضرورت جس کا احساس انسان کی خلقت کے ابتدائی دنوں ہی میں ہوا، ایسے اصول و قواعد پر انسانی نظریہ کی بنیاد رکھنے کا باعث بنی، کہ زمانہ گزرنے اور نظریات کے تکامل کے ساتھ، یہی قوانین منطق کے عنوان سے ایک علم میں جمع ہوئے اور منطق، فکر کرنے میں انسان کا رہنما قرار پائی۔ اس کے بعد، ہر گزرتے دن کے ساتھ انسان نے خود کو اس علم کا محتاج پایا اور اسی بنا پر اس علم میں ایسے قواعد و ضوابط کا اضافہ کیا جو اُس کی ضرورت کو پورا کر سکیں۔

علمِ منطق کی تاریخ کا ایک سرسری جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ علم حضرت عیسی ع کی ولادت سے کئی صدیاں پہلے بھی ایک اہم ترین علمی شاخ کے عنوان سے مد نظر رہا ہے اور انسان نے کبھی بھی خود کو اس علم سے بے نیاز نہیں سمجھا۔

حوزات علمیہ، علمی مراکز اور حتی پری یونیورسٹی اسکولز نے اس علم کی ضرورت کا احساس کرتے ہوئے اس کورس کے لیے یونٹس مختص کرنے کے ساتھ کوشش کی ہے کہ ان مراکز میں حقیقت کے متلاشیوں کو درست جواب دیں۔

انہی علمی مراکز میں سے ایک "جامعہ المصطفیٰ العالمیہ" بھی ہے، جو بین الاقوامی سطح پر غیر ایرانی طلاب کو تعلیم دیتا ہے۔ اس ادارہ نے ابتدا ہی سے منطقی اور فلسفی موضوعات کو بہت زیادہ اہمیت دی اور اسے اپنے نصاب میں شامل کیا؛ لیکن مختلف وجوہات کی بناپر، اور خاص طور پر ان طلاب کے ایرانی طلاب کے ساتھ لسانی فرق کی وجہ سے، منطق کی موجودہ کتابیں اُن کے لیے مشکل اور کبھی خستگی کا باعث تھیں۔ اسی لیے اس مرکز کے "نصاب کی تدوین" کے ادارے، جس کی بھرپور کوشش ہوتی ہے کہ غیر ملکی طلاب کے لیے موزوں درسی نصاب کی تدوین کرے، نے اس ذمہ داری کو راقم حروف کے سپرد کیا۔

۱۔ مومنون: آیت ۱۲، ۱۳۔

راقم اگرچہ اس علم میں عظیم اساتذہ کی موجودگی کی بنا پر خود کو اس اہم ذمہ داری کے لائق نہیں سمجھتا، لیکن وہ تنہا چیز جو اس اہم کام کی انجام دہی کی جرات و جسارت پیدا ہونے کا باعث بنی، غیر ملکی طلاب کے ساتھ میری جان پہچان اور انہیں اِس درسی یونٹ کی کئی مرتبہ تدریس تھی۔

آخر میں چند اہم نکات کی طرف اشارہ کرنا ضروری محسوس ہوتا ہے:

اول: یہ مجموعہ جامعہ المصطفیٰ العالمیہ میں ابتدائی تعلیم حاصل کرنے والوں کو پڑھانے کے لیے تیار کیا گیا ہے جو ان علوم و فنون سے بالکل متعارف نہیں ہیں؛ اسی لیے کوشش کی گئی ہے کہ مشکل منطقی ابحاث پیش کرنے سے پرہیز کی جائے اور تمام مطالب نہایت سادہ الفاظ میں بیان کیے جائیں۔

دوم: ہر ٹرم میں ۱۷ درس تشکیل پانے کی وجہ سے اس کتاب کی مباحث کو سترہ (۱۷) درس میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہر درس کے شروع میں کچھ سوالات بھی پیش کیے گئے ہیں اور امید کی جاتی ہے کہ طالبعلم وہ درس پڑھنے کے بعد اُن سوالات کا جواب دے سکے۔ درس کے دوران بھی مطالعہ کرنے والوں کی زیادہ توجہ حاصل کرنے کے لیے کچھ تکمیلی سوالات پیش کیے گئے ہیں۔ ہر درس کے آخر میں موضوعات کو مزید عملی اور مفید بنانے کے لیے کچھ سوالات اور تمرینات دی گئی ہیں۔

سوم: اس کتاب میں منطق کی معتبر کتابوں کے مستند علمی مطالب سے بھی استفادہ کیا گیا ہے اور نصابی کتب کے نئے طریقوں پر مبنی گذشتہ چند دہائیوں میں لکھی گئی کتابوں سے بھی فائدہ اٹھایا گیا ہے۔ ہر درس کے آخر میں محققین کو (مزید مطالعہ کے لیے) ان کتابوں کے چند نمونوں سے آشنا کیا گیا ہے۔

چہارم: میں نے اس کتاب میں بہت زیادہ اساتذہ کی تجاویز اور مشوروں سے استفادہ کیا ہے جن میں سے خاص طور پر فاضل اور عظیم استاد "حجت الاسلام والمسلمین فیاضی" (دامت برکاتہ) کا شکریہ ادا کرتا ہوں؛ اسی طرح جامعۃ المصطفیٰ العالمیہ میں نصابی کتب کی تدوین کے شعبہ کے دوستوں اور خاص طور پر **حجج الاسلام عزّالدین رضانژاد، سید مجتبی اوصیا** اور عزیز دوست **یداللہ رضانژاد** کا شکریہ ادا کرتا ہوں، جنہوں نے اس کتاب کے پبلش ہونے میں بہت زیادہ تگ و دو کی ہے۔

پنجم: بلاشبہ یہ تحریر، غلطیوں اور اشتباہات سے خالی نہیں ہو گی لہٰذا تمام عظیم اساتذہ اور خاص طور پر اس نصاب کی تعلیم دینے والے اساتذہ سے، نواقص دور کرنے اور اس کی تکمیل کے لیے مدد کا طالب ہوں۔

۱۵ خرداد ۱۳۸۴

قم۔ ابوالفضل روحی